جناب عبدالرشید عراقی

تاریخ وسیر

برصغیر پاک وہند میں علم حدیث اور علمائے اہلحدیث کی مساعی

مولانا وحید الزمان حیدرآبادی

م سنہ ۱۳۳۸ھ

آپ کا سنِ ولادت سنہ ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۰ء ہے۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد مولانا مسیح الزمان (م سنہ ۱۲۹۵ھ) اور برادرِ بزرگ مولانا بدیع الزمان (م سنہ ۱۳۱۲ھ) سے حاصل کی ۔۔۔۔ ۱۵ سال کی عمر میں درسِ نظامی سے لے کر انتہائی عربی علوم و معقول میں تکمیل کرکے فارغ التحصیل ہو گئے۔[1]

آپ کے اساتذہ کرام یہ ہیں :

اساتذہ فنون :

مولانا مفتی عنایت احمد (مصنف علم الصیغہ) مولانا سلامت اللہ کانپوری تلمیذ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی، مولانا محمد بشیر الدین قنوجی (م سنہ ۱۲۷۳ھ) مولانا عبدالحی لکھنوی (م سنہ ۱۳۰۴ھ) مولانا عبدالحق بنارسی (م سنہ ۱۲۷۸ھ) مولانا لطف اللہ علی گڑھی (رحمہم اللہ تعالیٰ)

اساتذہ حدیث

حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م سنہ ۱۳۲۰ھ) علامہ شیخ حسین بن محسن الانصاری الیمانی (م سنہ ۱۳۲۷ھ) مولانا محمد بشیر الدین قنوجی (م سنہ ۱۲۷۳ھ)

---

[1] الاعتصام ۲۳ راگست سنہ ۱۹۷۴ء ص ۵

شیخ احمد بن عیسیٰ الشرقی الحنبلی، مولانا حافظ عبد العزیز لکھنوی، مولانا شیخ بدر الدین المدنی
مولانا شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادی (م ۱۳۱۳ھ) - رحمہم اللہ تعالیٰ!

۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۶ء میں اپنے والد کے ارشاد پر حیدر آباد دکن چلے گئے - اور وہاں ریاست کی ملازمت اختیار کی - ملازمت میں آپ نے ۳۴ سال گزرے اور ریاستی دستور کے مطابق "وقار نواز جنگ بہادر" کے سرکاری خطاب سے نوازے گئے -

مسلک :

ابتداء میں مقلد تھے اور تقلیدِ شخصی کے قائل تھے - اس دور میں اہلحدیث کے مسائل پر تنقید بھی کرتے تھے - بعد میں اپنے بڑے بھائی مولانا بدیع الزمان (م ۱۳۱۲ھ)، جو مسلک اہلحدیث میں بڑے متشدد تھے، سے متاثر ہو کر تقلیدِ شخصی ترک کر دی!

مولانا سید عبد الحی (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں :

"كَانَ شَدِيدًا فِي التَّقْلِيدِ فِي بِدَايَةِ أَمْرِهِ، ثُمَّ رَفَضَهُ وَتَحَرَّرَ وَاخْتَارَ مَذْهَبَ أَهْلِ الْحَدِيثِ مَعَ شُذُوذٍ عَنْهُمْ فِي بَعْضِ الْمَسَائِلِ"[۱]

یعنی "ابتداءً تقلید میں متشدد تھے - پھر تقلید سے آزاد ہو گئے اور مذہب اہلِ حدیث اختیار کر لیا - تاہم بعض مسائل میں اہلحدیث سے تفرد و شذوذ بھی رکھتے تھے۔"[*]

تصانیف :

آپ کی مجموعی تصانیف کی تعداد ۳۲ ہے - تفصیل یہ ہے :

موضوع		تعداد تصانیف
قرآن مجید	:	۵
حدیث	:	۱۱
فقہ	:	۴
عقائد	:	۴
متفرق	:	۸
		۳۲[۲]

* کیونکہ اہلحدیث بیں سے امام احمد بن حنبلؒ کے فتاویٰ کو زیادہ اہمیت دیتے تھے - یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری کی شرح میں جابجا ان فتاویٰ کو "ہمارا مذہب" سے تعبیر کرتے ہیں - (ادارہ)

۱ - نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۵۱۵ - ۲ - ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات -

حدیث سے متعلق آپ کی خدمات :

حدیث سے متعلق آپ کی گرانقدر علمی خدمات ہیں جو تاریخ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ نے صحاح ستہ اور موطا امام مالکؒ کا اُردو میں ترجمہ و تشریح کی ہے۔ یہ سب کی سب کتابیں مطبوع ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے :

۱۔ تیسیر الباری ترجمہ و تشریح صحیح البخاری (اُردو)
۲۔ تسہیل القاری ترجمہ و تشریح صحیح البخاری[۱] (اردو)
۳۔ العلم ترجمہ صحیح مسلم مع مختصر شرح (اُردو)
۴۔ جائزۃ الشعوذی ترجمہ جامع الترمذی اُردو[۲]
۵۔ روض الربی ترجمہ و شرح سنن نسائی (اُردو)
۶۔ الهدی المحمود ترجمہ و شرح سنن ابی داؤد (اُردو)
۷۔ رفع العجاجہ ترجمہ و شرح سنن ابن ماجہ (اُردو)
۸۔ کشف الغطاء ترجمہ و شرح موطا امام مالکؒ (اُردو)
۹۔ اشراق الابصار فی تخریج حدیث نور الانوار (اُردو)
۱۰۔ احسن الفوائد فی تخریج احادیث شرح العقائد (اُردو)
۱۱۔ انوار اللغۃ واسرار اللغۃ (المعروف وحید اللغات) ــــ ۲۸ جلدوں میں (شیعہ سنی کتابوں میں وارد احادیث کی لغاتِ غریبہ کی اُردو تشریحات)[۳]
۱۲۔ تصحیح کنز العمال۔ حدیث کی ایک ضخیم کتاب کی تصحیح[۴] (عربی)

---

[۱] یہ صحیح البخاری کی اردو میں مبسوط شرح ہے اس کا مطبوعہ اور مکمل نسخہ (غالباً) سلفیہ لائبریری لاہور میں موجود ہے۔ (ادارہ) [۲] ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات۔ اُردو ترجمہ ترمذی آپ اور آپ کے بھائی مولانا بدیع الزمان حیدر آبادی (م ۱۳۱۲ھ) نے بھی کیا۔ جو مطبوع ہے۔ [۳] ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات [۴] الاعتصام لاہور ۳۰ر اگست ۱۹۷۴ء ص ۹۔

وفات:

۲۵ شعبان ۱۳۳۸ھ (مطابق ۵ مئی ۱۹۲۰ء) بنگلور میں وفات پائی۔

مولانا عبدالرحمان مبارکپوریؒ (م ۱۳۵۳ھ)

سن ولادت ۱۲۸۳ھ ہے۔ مولد و مسکن مبارک پور ضلع اعظم گڈھ ہے۔ آپ مولانا حافظ عبدالرحیم مبارک پوریؒ (م ۱۳۳۰ھ) کے فرزند تھے۔ مولانا عبدالرحیم اپنے وقت کے ممتاز اور جید عالم تھے۔ اور آپ کو مولانا فیض اللہ مئویؒ (م ۱۳۱۶ھ) ملا حسام الدین مئویؒ (م ۱۳۱۱ھ) اور مولانا قاضی شیخ محمد مچھلی شہریؒ (م ۱۳۳۰ھ) سے تلمذ حاصل تھا۔[1]

مولانا عبدالرحمان نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار مولانا عبدالرحیمؒ سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا خدا بخشؒ میراج گنجی (م ۱۳۳۳ھ) مولانا محمد سلیم فراہیؒ (م ۱۳۳۴ھ) مولانا سلامت اللہ جے راج پوریؒ (م ۱۳۲۳ھ) اور مولانا فیض اللہ مئویؒ (م ۱۳۱۶ھ) سے اکتساب فیض کیا۔

اس کے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور میں داخل ہوئے۔ وہاں اُستاذ العلماء مولانا حافظ عبداللہ غازی پوریؒ (م ۱۳۳۳ھ) اور مولانا فاروق چڑیا کوٹیؒ (م ۱۳۲۷ھ) سے استفادہ کیا۔ یہاں آپ کا قیام تقریباً ۵ سال تک رہا۔

غازی پور میں ۵ سال قیام کے بعد مولانا غازی پوری کے ارشاد پر حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلویؒ (م ۱۳۲۰ھ) کی خدمت میں دہلی حاضر ہوئے۔ اور آپ سے تفسیر و حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔ حضرت شیخ الکل کے علاوہ علامہ حسین بن محسن الانصاری الیمانیؒ (م ۱۳۲۷ھ) اور مولانا محمدؒ مچھلی شہری (م ۱۳۳۰ھ) سے بھی حدیث میں سند و اجازہ حاصل کیا۔[2]

تکمیل تعلیم کے بعد درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔ اور اس سلسلہ میں مبارک پور، گونڈہ، مدرسہ احمدیہ آرہ، اور کلکتہ میں تدریسی خدمات سر انجام دیں۔ اس دوران آپ

---

[1] تذکرہ علمائے حال ص ۴۳، تراجم علمائے حدیث ہند ص ۳۹۸، تذکرہ علمائے مبارک پور ص ۱۳۶، تذکرہ علمائے اعظم گڑھ ص ۱۵۶۔ [2] تذکرہ علمائے اعظم گڑھ ص ۱۴۲۔

سے بہت سے ممتاز علمائے کرام نے استفادہ کیا۔ اور ان میں بعض وہ حضرات بھی شامل ہیں جو بعد میں خود مسندِ تدریس کے مالک بنے۔

مشہور تلامذہ یہ ہیں:

مولانا عبدالسلام مبارک پوریؒ صاحب سیرۃ البخاری (م ۱۳۴۲ھ)

مولانا عبیداللہ رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ صاحب مرعاۃ المفاتیح فی شرح المشکوٰۃ المصابیح

مولانا ابو محمد عبدالجبار محدث کھنڈیلویؒ (م ۱۳۸۲ھ)

شیخ تقی الدین الہلالی المراکشی سابق ادیبِ اول ندوۃ العلماء لکھنؤ[۱]

مولانا امین احسن اصلاحی

اشاعتِ حدیث کے سلسلہ میں آپ کی خدمات:

فنِ حدیث کی اشاعت میں آپ کی علمی خدمات کسی سے کم نہیں، عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد جب علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ (م ۱۳۲۹ھ) نے لکھنی شروع کی تو آپ نے بطور ممد و معاون ان کے ساتھ کام کیا۔ اور آپ تقریباً ۱۳۲۰ھ تا ۱۳۲۳ھ ۴ سال ڈیانواں میں مقیم رہے[۲]

عون المعبود کے مقدمہ میں ہے:

"كَتَبَ الْعَلَّامَةُ أَبُو الطَّيِّبِ شَمْسُ الْحَقِّ الْعَظِيمِ آبَادِيُّ وَتَوَخّٰى عَلٰى مُعَاوَنَتِهٖ فِي إِكْمَالِهِ الْعَلَّامَةُ أَبُو الْعُلٰى مُحَمَّدُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْمُبَارَكْفُورِيُّ صَاحِبُ تُحْفَةِ الْأَحْوَذِيِّ مُدَّةَ أَرْبَعِ سِنِينَ!" (مقدمہ ص ۶ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ)

تصانیف:

آپ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف کی تعداد ۱۹ ہے۔ جن میں سے ۱۲ مطبوعہ ہیں اور ۷ غیر مطبوعہ!۔۔۔ حدیث پر آپ کی سب سے اہم تصنیف "تحفۃ الاحوذی فی شرح

---

[۱] تراجم علمائے حدیث ہند ص ۴۰۲ [۲] ایضاً ص ۴۰۲۔

جامع الترمذی" ہے۔ یہ شرح ۴ مجلدات پر حاوی ہے۔ اور اس کے ساتھ علیحدہ ایک مقدمہ ہے۔۔۔۔ یہ شرح نصرتِ عمل بالحدیث میں ایک بے مثال کتاب ہے!

اس کے علاوہ حدیث پر آپ کی ایک اور کتاب "شفاء العلل فی شرح کتاب العلل" (عربی) ہے۔ اور تیسری کتاب "ابکار المنن فی تنقید آثار السنن" ہے۔ یہ کتاب مولانا شوق نیموی کی کتاب آثار السنن کی تردید میں ہے۔ جو انہوں نے نعرۂ تقلید کے جوش میں "بلوغ المرام فی ادلۃ الاحکام" کے نہج پر لکھی۔ جس میں انہوں نے اپنے شعارِ تقلید کی حدیثیں چن چن کر بغیر تمیزِ غث و ثمین بھر دیں۔ مولانا مبارک پوریؒ نے شوق صاحب کی اس ندرت پر توجہ فرمائی۔ اور آپ نے "ابکار المنن فی تنقید آثار السنن" لکھی۔ جس سے شوق صاحب کی تمام کاوشوں کا پتہ چل گیا۔[1]

مولانا کی شخصیت:

مولانا مبارک پوریؒ کا شمار علمائے اہلِ حدیث کے اساطین میں ہوتا ہے۔ آپ کے تبحرِ علمی اور علمِ حدیث میں مہارت کے اندازہ کے لیے آپ کی جلیل القدر تصنیف "تحفۃ الاحوذی" کافی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے عالمِ اسلام اور عرب ممالک میں وہ شہرت و مقبولیت دی ہے، کہ متاخرین علمائے پاک و ہند کی کسی کتاب کو حاصل نہیں ہوئی۔

مولانا حبیب الرحمان قاسمی لکھتے ہیں:

"مولانا کو اللہ تعالیٰ نے علم و عمل سے بھر پور نوازا۔ دقتِ نظر، حدتِ ذہن، ذکاوتِ طبع اور کثرتِ مطالعہ کے اوصاف و کمالات نے آپ کو جامع شخصیت بنا دیا تھا۔ خاص طور پر علمِ حدیث میں تبحر و امامت کا درجہ رکھتے تھے۔ روایت کے ساتھ درایت کے مالک، اور جملہ علومِ آلیہ و عالیہ میں یگانۂ روزگار تھے۔ قوتِ حافظہ خداداد تھی۔ مجتہدانہ شان رکھتے تھے۔ فقہاء احناف کے بارے میں نہایت شدید رویہ رکھتے تھے۔ اور بڑی شد و مد کے ساتھ ان کا رد کرتے تھے۔ مگر یہ معاملہ صرف تصانیف تک محدود تھا۔

[1] تراجم علمائے حدیث ہند ص ۴۰۲۔

جو سراسر علمی اور تحقیقی تھا۔

مولانا براہِ راست عامل اہلحدیث تھے۔ صفاتِ باری تعالیٰ کے سلسلہ میں "ما ورد بہ الکتاب والسنۃ" پر ایمان رکھتے تھے۔ تحفۃ الاحوذی میں اسی سلسلہ میں ان کے خاص مختارات بھی ہیں۔" لہ

مولانا سید سلیمان ندویؒ (م ۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں:

"علمِ حدیث کی خدمت میں مولانا عبدالرحمان مبارک پوریؒ نے بہت محنت کی ہے۔ آپ نے تدریس و تحدیث کے ساتھ ساتھ جامع ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی (عربی) میں لکھی ہے۔ جو ایک گرانقدر علمی تصنیف ہے۔" ٢ه

شعر و ادب

جناب عبدالرحمان عاجزؔ

اُسے شوقِ رباب و چنگ و پیمانہ نہیں ہوتا

دلِ مومن پرستارِ صنم خانہ نہیں ہوتا — حرم کا پاسباں کعبے سے بیگانہ نہیں ہوتا
مٹے توحید جس کے ساغرِ دل سے چھلکتی ہو — کوئی بھی فعل اُس انساں کا رندانہ نہیں ہوتا
تُو انساں ہے کہ انسانوں کی خدمت رہ کے شہروں میں — کہ اہلِ حق کا مسکن کنج ویرانہ نہیں ہوتا
حسابِ آخرت پر ہے یقیں محکم جسے حاصل — اُسے شوقِ رباب و چنگ و پیمانہ نہیں ہوتا
غمِ انسانیت روشن ہے جس کے خانۂ دل میں — اُس انساں کی نظر میں کوئی بیگانہ نہیں ہوتا
اثر کیا خاک ہو سامع کے دل پر اُس کا اے واعظ — کہ اندازِ بیاں تیرا حکیمانہ نہیں ہوتا
یہ ممکن ہے کہ شعلہ مسکرا کر پھول بن جائے — مسلماں کا مگر کافر سے یارانہ نہیں ہوتا
ترے غم میں ہمیشہ جو پریشاں حال پھرتا ہو — وہ دیوانہ تو کہلاتا ہے دیوانہ نہیں ہوتا

جو فکرِ آخرت سے مضطرب رہتا ہے اے عاجزؔ
مزیّن عشرتوں سے اُس کا کاشانہ نہیں ہوتا

لہ تذکرہ علمائے اعظم گڑھ ص ۱۴۶۔ ٢ه تراجم علمائے حدیث ہند ص ۲۷۔